مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۴۴
دعوتِ میّت
مصنف
امام احمد رضا خان بریلوی
ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب ——————— دعوت میت

مصنف ——————— امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ضخامت ——————— ۱۶ صفحہ

تعدا ——————— ۲۰۰۰

سن اشاعت ——————— جولائی ۱۹۹۶ء

حدیہ ——————— دعائے خیر بحق معاونین

برائے مہربانی بیرون جات کے حضرات دو روپے کے ڈاک ٹکٹ ضرور روانہ کریں

------☆☆-- ناشر --☆☆------

جمعیت اشاعت اہلسنت

نور مسجد میٹھادر کراچی پاکستان

حرف آغاز

"دعوت میت" اعلیٰ حضرت فضل من فضل اللہ و نعمتہ من نعمتہ اللہ کی ایک ہزار سے زائد نادر و نایاب تصانیف میں سے ایک ہے یوں تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ہر کتاب موضوع و متن کا احاطہ کئے ہوتی ہے گویا اعلیٰ حضرت جس موضوع و فن پر قلم اٹھاتے ہیں اس موضوع اور فن کا حق ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ دعوت میت جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے ایک ایسی کتاب ہے جس میں میت پر کی جانے والی دعوت کو موضوع بحث بنا کر عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ دعوت ناجائز و بدعت سیئہ ہے۔

دعوتِ میت ایک ایسی بدعت ہے جو کہ ہمارے معاشرے میں بلا تامل اور بلا تفاوت امیر و غریب منعقد کی جاتی ہے۔ بعض جہال ایسے ہیں جو اس بدعت شنیعہ کو کار ثواب سمجھ کر انجام دیتے ہیں اور بعض کم فہم ایسے ہیں جو اس دعوت کو صرف اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ رسم قبیح ان کے بزرگوں کے زمانے سے رائج ہے اور وہ کس طرح جاہلیت کی اس رسم کو جو ان کے باپ داداؤں کے دور سے چلی آ رہی ہے ترک کرنے پر آمادہ نہیں۔ بعض کم علم ایسے بھی ہیں جو عوام الناس کے طعنوں اور بدنامی سے بچنے کے لئے مجبوراً اس غیر شرعی دعوت کا انعقاد کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے مسلمان بھی ہیں جو کہ صرف اور صرف غلط فہمی کی بنیاد پر اس ناجائز فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔

پیش نظر کتاب میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ایک استفتاء کا جواب ہے جو کہ میت کی دعوت کے جواز یا عدم جواز کے متعلق پوچھا گیا تھا اور جس پر اعلیٰ حضرت قبلہ نے اپنے مدلل اور جامع انداز میں ایک تسلی اور اطمینان بخش اور مسکت جواب

عنایت فرمایا ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت موضوع کے اعتبار سے اس نایاب کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے ۴۴ ویں پھول کے طور پر پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ ہماری اس کتاب کی اشاعت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو واقعی ناجائز افعال و بدعات سیئہ سے اجتناب کرنا چاہتے ہیں اور صرف کم علمی یا جہالت کے باعث ان حرکات مذمومہ و افعال رذیلہ میں ملوث ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل یقین ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے نہ صرف یہ کہ اس بدعت سیئہ کی روک تھام میں مدد ملے گی۔ ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں سے خصوصی درخواست ہے جو کسی طرح بھی اپنا اثر و رسوخ رکھتے ہیں وہ عملی جدوجہد کر کے اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس ناجائز رسم کے تدارک کی کوئی سبیل نکالیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے جمعیت کی اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے اس کتاب کو نافع ہر خاص و عام بنائے اور جمعیت کو مزید دین حقہ' مذہب اہلسنت و جماعت کی خدمت کرنے اور مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ و ترویج کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہم سب مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے تا ابد مستفید فرمائے۔

آمین

ادنیٰ سگ درگاہ وقار الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد عرفان وقاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصہ کتاب

غور کیجئے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہندی مسلمانوں کی تہذیب و تمدن میں غیر شعوری طور پر اکثر رسوم ہنود نے جگہ لے لی ہے شاید انھیں میں سے مرنے کے بعد کی دعوت بھی ہے جو اہل میت بڑے دھوم دھام سے بلا تفریق غنی و فقیر کرتے ہیں۔ اور بعض جگہوں میں اسے "کام" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور بڑے فخر و مباحات سے کہتے ہیں کہ فلاں کا کام فلاں نے بڑی شان سے کیا یہ خاص لفظ غالباً ہندوؤں ہی کے ماحول سے متاثر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ وہ بھی اس رسم کو اسی نام سے ادا کرتے ہیں ورنہ اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

اس سلسلے میں ایک استفتاء کے جواب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ یہ متعدد وجوہ سے ناجائز ہے۔

اولاً یہ دعوت خود ناجائز بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے۔ اس لئے کہ ایسی دعوت خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی میں اس بارے میں حدیث اور متعدد کتب فقہیہ کی عبارتوں سے ثابت کیا ہے کہ عند الشرع ہرگز یہ دعوت محمود و پسندیدہ نہیں ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ اگر ورثہ میں کوئی یتیم بھی ہے تو یہ اور آفت سخت تر ہے اس لئے کہ یتیم کا ناحق مال کھانا پیٹ میں انگارہ بھرنا ہے اور اگر نابالغ ہے تو اس کا مال ضائع کرنا ہوگا اور یہ ناجائز ہے اس لئے کہ اسکے مال کا اختیار کسی کو نہیں اور اگر بالغ موجود نہیں ہے تو غیر کے مال میں بغیر اسکی اجازت کے تصرف لازم آئے گا اور یہ بھی ناجائز ہے' ہاں اگر فقراء و مساکین کے لئے کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و

راضی ہوں۔

ثالثاً عورتیں اکٹھا ہوتی ہیں اور ناجائز کام کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا وغیرہ وغیرہ یہ سب مثل نوحہ ہے اور نوحہ کرنا حرام ہے ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں کا بھی کھانا بھیجنا جائز نہیں۔

رابعاً اکثر لوگوں کو اس رسم بد کی ادائگی میں مجبوراً طعنہ سے بچنے کے لئے اور جاہلوں کی لعنت و ملامت کے خوف سے وسعت سے زیادہ دعوت کرنی پڑتی ہے بلکہ زیادہ تر قرض کی ضرورت پڑتی ہے قرض نہ ملے تو گروی رکھ کر اصل رقم کے علاوہ سود سے بھی زیر بار ہوتے ہیں۔ جو خالص حرام ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت ناگہانی میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ایسا تکلف تو شریعت نے کسی مباح کام کے لئے بھی پسند نہیں کیا ہے چہ جائیکہ رسم ممنوع کے لئے۔ غرضیکہ اچھائی کا کوئی پہلو نہیں مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور توفیق بخشے کہ ایسی بری رسم کو جس سے ان کے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہو فوراً چھوڑ دیں۔ اور طعن بیہودہ کا خیال نہ کریں۔واللہ الہادی

صرف پہلے دن ہمسایوں اور عزیزوں کا اتنا کھانا پکوا کر بھیجنا جسے اہل میت دو وقت کھا سکیں اور باصرار کھلانا مسنون ہے مگر اس میلے کے لئے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں تفصیل کیلئے ورق الٹئے اور کتاب ملاحظہ کیجئے۔ حسب ضرورت حاشیہ اور بعض عبارات کا ترجمہ کر کے مولانا عبد المبین نعمانی نے کتاب کو اور زیادہ عام فہم بنا دیا ہے جسکے لیے موصوف شکریہ کے مستحق ہیں۔

محمد فضل حق مصباحی........۲۹ صفر ۱۴۰۰ھ ۱۸ جنوری ۱۹۸۰ء

مہتمم دار العلوم غوثیہ نظامیہ، ذاکر نگر، جمشید پور۔

جلی الصوت لنهی الدعوۃ امام الموت
بلند آواز موت کے بعد دعوت کی ممانعت میں

مسئلہ :
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلاد ہندیہ میں رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اس کے اعزہ و اقارب و احباب کی عورات اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو شادیوں میں کیا جاتا ہے۔ پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں، بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں اس مدت اقامت میں عورات کے کھانے، پینے، پان، چھالیا کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جسکے باعث ایک صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو اس ضرورت سے قرض لیتے ہیں، یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں، اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں۔ یہ شرعاً جائز ہے یا کیا؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب :

الحمد للہ الذی ارسل نبینا الرحیم الغفور بالرفق والتیسر و اعدل الامور فسن الدعوۃ عند السرور دون الشرور۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بارک علیہ و علی الہ الکرام و صحبہ الصدور

سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے جائز ہے یا کیا؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت و شنیع (بری) خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اولا

یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ ہے۔ امام احمد اپنی مسند اور ابن ماجہ سنن میں بسند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی۔

کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت و صنعهم الطعام من النیاحه

ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور انکے کھانا تیار کرانے کو مردے کی

نیاحت (نوحہ کرنا) سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق۔

ا... امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں۔

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور و ھی بدعۃ مستقبحۃ۔

{اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ (بری بدعت) ہے۔ (مترجم)}

۲... اسی طرح علامہ حسن شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا

و لفظہ یکرہ الضیافۃ من اہل المیت لانھا شرعت فی السرور لا فی الشرور و ھی بدعۃ مستقبحۃ {اہل میت کا کھانے کی ضیافت کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ ضیافت خوشی میں مشروع ہے نہ کہ غمی میں، اور یہ بری بدعت ہے (مترجم)}

۳ تا ۸... فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ سراجیہ و فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ تاتارخانیہ اور فتاویٰ ظہیریہ سے خزانتہ المفتین کتاب الکراہیہ اور تاتارخانیہ سے فتاویٰ ہندیہ میں بالفاظ متقاربہ {یعنی قریب قریب یکساں الفاظ} ہے **واللفظ للسراجیہ** {یہ الفاظ سراجیہ کے ہیں}

لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام فی المصیبۃ

غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں

زاد فی الخلاصۃ (خلاصہ میں اتنا زیادہ ہے) **لان الضیافۃ تتخذ عند السرور** (کہ یہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے)

۹... فتاویٰ امام قاضی خان کتاب الحظر والاباحتہ میں ہے

یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلا یلیق بھا ما یکون للسرور۔

غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں۔

۱۰... تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے۔

لا باس بالجلوس للمصیبۃ الی ثلث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط و

الاطعمة من اهل المیت

مصیبت کے لیے تین دن بیٹھنے میں کچھ مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف (پر تکلف) فرش بچھانے اور میت کی طرف سے کھانے۔

۱۱... اما بزازی "وجیز" میں فرماتے ہیں۔

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول و الثالث و بعد الاسبوع۔

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں۔

۱۲، ۱۳... علامہ شامی "رد المحتار" میں فرماتے ہیں۔

اطال ذلک فی المعراج و قال ھذہ الافعال کلھا للسمعۃ و الریاء فیحترز عنھا

یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز (پرہیز) کیا جائے۔

۱۴-۱۵- جامع الرموز "آخر الکراہیہ" میں ہے۔

یکرہ الجلوس للمصیبۃ ثلثۃ ایام او اقل فی المسجد و یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھذہ الایام و کذا اکلھا کما فی خیریۃ الفتاوی۔

یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لئے مسجد میں بیٹھنا منع ہے۔ اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع ہے اور اس کا کھانا بھی منع جیسا کہ خیریہ الفتاویٰ میں تصریح کی۔

۱۶-۱۷- اور فتاویٰ انقروی اور واقعات المفتین میں ہے

یکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام و اکلھا لانھا مشروعۃ للسرور۔ تین دن ضیافت اور اسکا کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوئی ہے۔

۱۸- کشف الغطاء میں ہے۔

ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت را و پختن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات، چہ ایشاں را بسبب اشتغل بہ مصیبت استعداد و تہیہ آں دشوار است۔

اہل میت کا تعزیت کرنے والوں کے لئے دعوت کرنا اور ان کے لئے کھانا پکانا

مکروہ ہے تمام روایات اس پر متفق ہیں اس لئے کہ ان لوگوں کو مصیبت زدہ ہونے کی وجہ سے کھانا تیار کرنا دشوار ہے (مترجم)}

اسی میں ہے۔

۱۹...پس آنچہ متعارف شدہ از پختن اہل مصیبت طعام را در سوم و قسمت نمودن آں میان اہل تعزیت و اقران غیر مباح و نا مشروع است و تصریح کردہ بداں در خزانہ چہ شریعت ضیافت نزد سرور است نہ نزد شرور و ھو المشھور عند الجمھور۔

تو یہ جو رواج پڑ گیا ہے کہ اہل مصیبت سوم کے دن کھانا پکاتے ہیں اور تعزیت کرنے والوں اور دوستوں میں تقسیم کرتے ہیں یہ ناجائز اور غیر شرعی ہے۔ اور خزانتہ المفتین میں اس کی صراحت ہے کیونکہ یہ اس سبب سے ممنوع ہے کہ دعوت خوشی کے وقت جائز ہے نہ کہ غمی کے وقت اور یہی وجہ جمہور کے نزدیک مشہور ہے۔ (مترجم)

ثانیاً

غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا بچہ نابالغ ہوتا ہے یا اور ورثہ موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اسکا اذن (اجازت) لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر متضمن (شامل ہونے والا) ہوتا ہے، اللہ عزو جل فرماتا ہے۔

ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا و سیصلون سعیرا (پ ۴، ع ۱۲، النساء)

بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے۔

مال غیر میں بے اذن غیر تصرف خود ناجائز ہے۔

قال تعالیٰ۔ **لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل** (پ ۲، ع البقرۃ)

ترجمہ : اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ (کنز الایمان)

خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اسے ہے نہ اس کے باپ نہ اس کے وصی (جس کے بارے میں مرنے والا وصیت کر گیا ہو) کو

لان الولایہ للنظر لا للضرر علی الخصوص۔

اور اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے۔ **والعیاذ باللہ رب العالمین**۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے۔ بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود و بالغ و راضی ہوں۔

اتا ۴.... خانیہ و بزازیہ و تتارخانیہ و ہندیہ میں ہے۔

ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین و ان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکہ۔

{اگر فقراء کے لیے کھانا تیار کیا تو خوب ہے جبکہ تمام بالغ ہوں اور اگر ورثہ میں کوئی بچہ ہو تو ترکہ سے کھانا نہ تیار کرائیں (مترجم)}

۵... نیز فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

ان اتخذ ولی المیت للفقراء کان حسنا الا ان یکون فی الورثۃ صغیر فلا یتخذ ذلک من الترکہ۔

{اگر میت کا ولی فقراء کے لئے کچھ کھانا تیار کرے تو بہتر ہے مگر یہ کہ ورثہ میں کوئی نابالغ ہو تو ترکہ کے مال سے ایسا نہ کرے (مترجم)}

ثالثاً

یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ (ناجائز کام) کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا' بناوٹ سے منہ ڈھانکنا الی غیر ذلک۔ اور یہ سب نیاحت (نوحہ کرنا) ہے اور نیاحت حرام ہے۔ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔

قال تعالیٰ.. **ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان**(پ ٦' ع ۵' مائدہ ۱۲)

اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو (کنز الایمان)

نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس ناجائز مجمع کے لئے ناجائز تر ہوگا۔

کشف الغطاء میں ہے... ساختن طعام در روز ثانی و ثالث برائے اہل میت اگر

نوحہ گراں جمع باشند مکروہ است زیرا کہ اعانت است ایشاں را بر گناہ۔

[دوسرے اور تیسرے دن اہل میت کے لئے کھانا بنانا جبکہ نوحہ کرنے والوں کا مجمع ہو تو مکروہ ہے اس لئے کہ انکی گناہ پر مدد کرنا ہے۔ (مترجم)]

رابعا

اکثر لوگوں کو اس رسم شنیع (بری) کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلے کے لئے کھانا، پان چھالیہ کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔ ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کے لئے بھی زنہار پسند نہیں۔ نہ کہ ایک رسم ممنوع کے لئے۔ پھر اس کے باعث جو دقتیں پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہو گیا اور معاذ اللہ لعنت الٰہی سے پورا حصہ ملا کہ بے ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے مثل باعث لعنت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا۔

غرض اس رسم کی شناعت و ممانعت میں شک نہیں۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جن سے ان کے دین و دنیا کا ضرر ہے ترک کردیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں۔ **واللہ الہادی**

تنبیہ: اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں اور ہمسائیوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لئے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں۔ اور با اصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے۔ اس میلے کے لئے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں۔ اور ان کے لئے بھی فقط روز اول کا حکم ہے آگے نہیں۔

کشف الغطاء میں ہے "مستحب است خویشاں و ہمسایہائے میت را کہ اطعام کنند طعام را برائے اہل وے کہ سیر کند ایشاں را یک شبانہ روز و الحاح کنند تا بخورند و در خوردن غیر اہل میت ایں طعام را مشہور آنست کہ مکروہ است اھ **ملخصا**"

مستحب ہے کہ میت کے قریبی اور پڑوسی لوگ کھانا کھلائیں جو کہ ان کو آسودہ کردے ایک دن رات اور کوشش کر کے ان کو کھلائیں۔ اور اہل میت کے علاوہ

دوسرے کو یہ کھانا مکروہ ہے۔ (مترجم)

عالمگیری میں ہے... حمل الطعام الی صاحب المصیبۃ والاکل معھم فی الیوم الاول جائز لشغلھم بالجھاز و بعدہ یکرہ کذا فی التتارخانیہ۔

{اہل مصیبت کی طرف کھانا لے جانا اور ان کے ساتھ مل کر کھانا پہلے دن جائز ہے ان کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہونے کے سبب اور اس کے بعد مکروہ ہے اسی طرح تاتارخانیہ میں ہے (مترجم)}

واللہ تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۳۸ تا ۱۴۰ مطبوعہ سنی دارالاشاعت، مبارکپور)

مسئلہ :

میت کے گھر کا کھانا جو اہل میت سوم تک بطور مہمانی کے پکاتے ہیں اور سوم کے لئے بتاشوں کا لینا کیسا ہے؟

الجواب :

میت کے گھر کا وہ کھانا تو البتہ بلاشبہہ ناجائز ہے۔ جیسا کہ فقیر نے اپنے فتوے میں مفصلا بیان کیا، اور سوم کے چنے، بتاشے کہ بغرض مہمانی نہیں منگائے جاتے بلکہ ثواب پہونچانے کے قصد سے ہوتے ہیں یہ اس حکم میں داخل نہیں نہ میرے اس فتوے میں ان کی نسبت کچھ ذکر ہے۔ یہ اگر مالک نے صرف محتاجوں کو دینے کے لئے منگائے اور یہی اس کی نیت ہے تو غنی کو ان کا بھی لینا ناجائز۔ اور اگر اس نے عام حاضرین پر تقسیم کے لئے منگائے ہیں تو اگر غنی بھی لے لیگا تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور یہاں بحکم عرف و رواج عام حکم یہی ہے کہ وہ خاص مساکین کے لئے نہیں ہوتے تو غنی کو بھی لینا ناجائز نہیں۔ اگرچہ احتراز (بچنا) زیادہ پسندیدہ اور اسی پر ہمیشہ سے اس فقیر کا عمل ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۸، ج ۴)

مسئلہ :

از بنارس تھانہ بھیلو پورہ محلہ احاطہ روہیلہ مرسلہ حافظ عبد الرحمن رفوگر۔ ۲۸ محرم ۱۳۳۲ھ
--

حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں--

الجواب :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حافظ صاحب کرم فرما سلمکم----

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ (یعنی مقابل) میں کھڑا ہو' اور متوسط آواز باادب سلام عرض کرے۔ السلام علیک یا سیدی ورحمتہ اللہ و برکاتہ پھر درود غوثیہ (اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم و علیٰ الہ و صحبہ و بارک و سلم) تین بار' الحمد شریف ایک بار' آیتہ الکرسی ایک بار' سورہ اخلاص سات بار' پھر درود غوثیہ سات بار' اور وقت فرصت دے تو سورۂ یاسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عز و جل سے دعا کرے کہ الٰہی اس قرات پر اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہونچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اسکے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے' پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے------ نہ بوسہ دے------ اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے------ اور سجدہ حرام ہے------ واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۲۱۲۔ ۲۱۳' مطبوعہ سنی دارالاشاعت' مبارکپور' ۱۹۶۷)

ایصال ثواب کے طریقے اور میت کے فائدہ کے چند کام

اسلام کی صحیح معلومات اور شرعی مسائل سے ناواقفیت کی بناء پر عوام نے اپنے مردوں کے ایصال ثواب کے لئے دھوم دھام سے اعزہ و احباب اور اغنیاء کی عام دعوت کی جس قبیح رسم کو رواج دے ڈالا ہے۔ اس کتاب نے دلائل سے ثابت کردیا کہ یقیناً یہ ناجائز اور مردوں کے لئے غیر مفید ہے۔

اس کا پہلا ایڈیشن جب چھپ کر منظر عام پر آیا تو لوگ حیرت زدہ ہو کر پھٹی نظروں سے دیکھتے رہ گئے۔ کہ اب تک ہم کس غلط فہمی کا شکار اور کیسے اندھیرے میں تھے' روپے برباد ہوئے' مشقتیں برداشت کیں اور مقصد بھی ہاتھ نہ آیا۔ ایسے بہت سے لوگ جو اب تک اس غلط رسم کے پابند تھے' جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ رسم ناجائز ہے تو سوال کرنے لگے کہ آخر ہم اپنے مردوں کے لئے اس کے علاوہ کیا کیا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا عوام کی آسانی کے لئے ذیل میں چند ایسے طریقے بیان کئے جارہے ہیں جو اس دنیا سے جانے والے مسلمانوں کے لئے صرف تحفہ آخرت ہی نہیں دین کی تبلیغ اور اسلامی احکام کی اشاعت کا بھی بہترین ذریعہ نیز صدقہ جاریہ ہے۔

۱۔ کسی دینی مدرسہ میں اپنے مردوں کی طرف سے کوئی تعمیری کام کر ڈالیں۔ یا تفسیر و حدیث اور فقہ وغیرہ کی ضروری کتابیں خرید کر وقف کردیں۔

۲۔ دینی مدارس کے غریب و نادار طلبہ کی کسی بھی طرح امداد کریں۔ خصوصاً ان کے کھانے' کپڑے اور درسی کتابوں کا انتظام کریں۔ یا مدرسوں کے مطبخ میں غلہ وغیرہ دیں۔

۳۔ دینی کتابیں خرید کر اپنی قریبی لائبریریوں میں وقف کردیں تاکہ عوام کی دینی معلومات میں اضافہ ہو۔

۴۔ اپنے خرچ سے کوئی دینی و اصلاحی کتاب چھپوا کر مفت تقسیم کریں جس سے معاشرے اور عوام کی اصلاح ہو۔

۵۔ خود یہی کتاب "دعوت میت" چھپوا کر زیادہ سے زیادہ مفت تقسیم کریں تاکہ رسم بد سے مسلمان بچیں اور دیگر کار خیر میں حصہ لیں۔

مصطفیٰ ﷺ کے احسانات یاد کرو!

اے اپنی جان پر ظالمو! اے بھولے نادان مجرمو! کچھ خبر ہے؟ تمہیں کچھ خبر ہے؟ ارے وہ اللہ واحد قہار ہے جس نے تمہیں پیدا کیا' جس نے تمہیں آنکھ' کان' دل' ہاتھ' پاؤں لاکھوں نعمتیں دیں' جس کی طرف تمہیں پھر کر جانا' اور ایک اکیلے تنہا' بے یارو یاور بے وکیل اس کے دربار میں کھڑے ہو کر روبکاری ہونا ہے' اس کی عظمت' اس کی محبت ایسی ہلکی ٹھہری کہ فلاں (گستاخ رسول دیوبندی) وفلاں (گستاخ رسول وہابی) کو اس پر ترجیح دے لی' ارے اس کی عظمت' تو اس کی عظمت' اس کے احسان' تو اس کے احسان' اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کے احسانات اگر یاد کیا کرو تو واللہ العظیم باپ' استاد' پیر' آقا' حاکم' بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسان جمع ہو کر ان کے احسانوں کے کروڑویں حصے کو نہ پہنچ سکیں ارے وہ وہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی وحدانیت' اپنی رسالت کی شہادت ادا فرما کر سب سے پہلی جو یاد آئی وہ تمہاری ہی یاد تھی' دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور' نہیں نہیں وہ اللہ رب العرش کے عرش کا تارا' اللہ نور السموات والارض کا نور' شکم پاک مادر سے جدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے اور نرم و نازک حزیں آواز سے کہہ رہا ہے رب امتی امتی اے میرے رب! میری امت میری امت کیا کبھی کسی کے باپ' استاد' پیر' آقا' حاکم' بادشاہ نے بیٹے' شاگرد' مرید' غلام' نوکر' رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ حاش للہ ارے وہ' وہ ہیں کہ پیارے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کو جب قبر انور میں اتارا ہے لب ہائے مبارک جنبش میں ہیں۔ فضل یا قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کان لگا کر سنا ہے۔ آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں رب امتی امتی اے میرے رب! میری امت میری امت ﷺ سبحان اللہ پیدا ہوئے تو تمہاری یاد' دنیا سے تشریف لے گئے تو تمہاری یاد۔ کیا کبھی کسی کے باپ' استاد' پیر' آقا' حاکم' بادشاہ نے بیٹے' شاگرد' مرید' غلام' نوکر' رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ استغفر اللہ ارے وہ' وہ ہیں کہ تم چادر تان کر شام سے خراٹے لیتے صبح لاتے ہو۔ تمہارے درد ہو' کرب و بے چینی ہو' کروٹیں بدل رہے ہو۔ ماں' باپ' بھائی' بیٹا' بی بی' اقربا' دوست' آشنا' دو چار راتیں کچھ جاگے' سوئے آخر تھک تھک کر جا پڑے۔ اور جو نہ اٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں' نیند کے جھونکے آ رہے۔ اور وہ پیارا بے گناہ' بے خطا ہے کہ تمہارے لئے راتوں جاگا کیا تم سوتے ہو' اور وہ زار' زار رو رہا ہے' روتے روتے صبح کر دی کہ رب امتی امتی اے میرے رب' میری امت' میری امت کیا کبھی کسی کے باپ' پیر' استاد' آقا' حاکم' بادشاہ نے بیٹے' شاگرد' مرید' غلام' نوکر' رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ حاش للہ ارے ہاں۔ ہاں' درد' بیماری' مرض یا مصیبت میں ماں' باپ کی محبت کیا جانچتا؟ کہ میں نہ تمہاری

خطا، نہ ماں باپ پر جفا- یوں آزماؤ کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے تمہیں نوازیں اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو، نافرمانی ٹھانو، سو سو کہیں اور ایک نہ مانو، ماں سے بڑے، باپ سے بڑے، رات دن بڑے، ہر وقت بڑے- دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمہیں کلیجے سے لگاتے ہیں؟ وہ پیارا، وہ مجسم رحمت، وہ نعمتوں والا، وہ ہمہ تن رافت ہے کہ تمہاری لاکھ نافرنیاں دیکھے، کروڑ کروڑ گنہگاریاں پائے، اس پر بھی تمہاری محبت سے باز نہ آئے، دل تنگ نہ ہو، محبت ترک نہ فرمائے، سنو وہ کیا فرما رہا ہے؟ دیکھو تم گود میں سے نکلے پڑتے ہو اور وہ فرماتا ہے ھلم الی ھلم الی ارے میری طرف آؤ، ارے میری طرف آؤ، مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ دیکھو وہ فرماتا ہے تم پروانے کی طرح آگ پر گرے پڑتے ہو؟ اور میں تمہارا بند کمر پکڑے روک رہا ہوں- کیا کبھی کسی کے باپ، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ استغفر اللہ ارے دنیا کی ساعت تیرہ ہے، آنکھ بند کئے سویرا ہے، قیامت بہت جلد آنے والی ہے، جانتا ہے قیامت کیا ہے؟

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امری منھم یومئذ شان یغنیہ

(پ ۳۰ سورہ عبس آیت ۳۴ تا ۳۷)

"جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، جورو، بیٹوں سب سے، ہر ایک اس دن اسی حال میں غلطاں پیچاں ہو گا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لا سکے گا-"

اس دن جانیں کہ فلاں (گستاخ رسول دیوبندی) یا فلاں (گستاخ رسول وہابی) تیرے کام آسکیں- حاش للہ واللہ العظیم، اس دن وہی پیارا حبیب ﷺ کام آئے گا- اس کے سوا باقی تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کو تو مجال عرض ہو گی نہیں- سب نفسی نفسی، نفس کے معنی جان نفسی نفسی میری جان میری جان محبت اپنے محبوب کو میری جان کہتا ہے لہذا تمام مخلوق کے سوال پر انبیائے کرام کو اپنا محبوب یاد آئے گا اور جواب میں مختصرا فرمائیں گے (کہ شفاعت کرانے والی ذات صرف) میری جان، میری جان (محمد رسول اللہ ﷺ) اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ حقیقت میں جان کائنات ہیں کہ سبب خلق ہیں- اور آپ ہی کے نور سے ساری مخلوق پیدا ہے- نفسی فرمائیں گے پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے؟ ہاں وہ پیارا، بیکسوں کا سہارا، وہ بے یاروں کا یارا، وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا، وہ محبوب محشر آرا، وہ روف رحیم ہمارا ﷺ فرمائے گا- انا لہا، انا لہا میں ہوں شفاعت کے لئے، میں ہوں شفاعت کے لئے، ﷺ پھر بھی یہ نظر کرنا ہے کہ سنکھوں کی گنتی میں ازدحام، ہزاروں منزل کے فاصلوں پر مقام، لاکھوں حساب کے لئے حاضر کئے گئے، میزان عدل لائی گئی، نامہ اعمال پیش ہوئے، لاکھوں کو صراط پر چلنے لے گئے- جو بالائے جہنم نصب ہے،

تلوار سے زیادہ تیز، اور بال سے زیادہ باریک، اور ہزاروں برس کی راہ، نیچے نظر کریں تو کروڑوں منزل تک کا گہراؤ، اور اس میں وہ قہر آگ شعلہ زن جس میں سیس برابر پھول اڑاڑ کر آرہے ہیں جانتے ہو وہ پھول کیسے اونچے اونچے محلوں کے برابر؟ گویا آگ کے قلعے ہیں کہ پے درپے چلے آتے ہیں، لاکھوں پیاس سے بیتاب ہیں، پچاس ہزار برس کا دن، تانبے کی زمین، سروں پر رکھا ہوا آفتاب، زبانیں پیاس سے باہر ہیں، دل ابل ابل کر گلے پر آگئے ہیں، اتنا ازدحام، اور اتنے مختلف کام، اور اتنے فاصلوں پر مقام، اور خبر گیراں صرف ایک، وہ محبوب ذی الجلال والاکرام علیہ افضل الصلوۃ والسلام۔ ابھی میزان پر آئے، اعمال تلوائے، حسنات کے پلے گراں کرائے، ابھی صراط پر کھڑے ہیں، غلام گزر رہے ہیں۔ وہ دردناک آواز سے عرض کر رہے ہیں "= رب سلم سلم" الٰہی بچالے بچالے۔ ابھی حوض کوثر پر جلوہ فرما ہیں۔ پیاسوں کو وہ شربت جانفزا پلا رہے ہیں۔ گویا تن مردہ میں جان رفتہ واپس لا رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ حضور میری شفاعت فرمائیں۔ فرمایا میں کرنے والا ہوں۔ عرض (☆ یہ حدیث جامع ترمذی میں ان سے مروی ہے ۱۲منہ) کی یارسول اللہ اس روز میں حضور کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا سب میں پہلے صراط پر۔ عرض کی اگر وہاں نہ پاؤں؟ فرمایا میزان پر۔ عرض کی وہاں پر بھی نہ پاؤں؟ فرمایا حوض کوثر پر۔ کہ ان تینوں جگہ سے کہیں نہ جاؤں گا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم ابدا۔ آمین

للہ انصاف کیا ان کے احسانوں سے جہاں میں کسی کے احسان کو کچھ نسبت ہو سکتی ہے؟ پھر کیسا سخت کفران ہے کہ جو ان کی شان میں گستاخی کرے، اور تمہارے دل میں اس کی وقعت ہو، اس کی محبت اس کا لحاظ، اس کا پاس نام کو باقی رہے، ببیں کہ از کہ بریدی وباکہ پیوستی، بس للعٰلمین بدل ○ الٰہی کلمہ گویوں (پڑھنے والوں) کو سچا اسلام عطا کر۔ صدقہ اپنے حبیب کریم کی وجاہت کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(ماخوذ از افاضات امام اہل سنت مولینا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

❀❀❀❀ انمول پھول ❀❀❀❀

از حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

❀ مخلوق کی محبت ان کی خیر خواہی کرنا ہے

❀ تیری غفلت کی علامت اہل غفلت کے پاس بیٹھنا ہی ہے۔

❀ مصیبتوں کو چھپا، قرب حق نصیب ہوگا۔

❀ موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

❀ اے ابن آدم! خدا تعالیٰ سے اتنا تو شرما جس قدر تو اپنے دیندار پڑوسی سے شرماتا ہے۔

❀ سمجھدار کسی چیز میں خوشی نہیں پاتا، کیوں کہ اس کا حلال حساب اور حرام عذاب ہے۔

❀ خالق کا مقرب وہی ہے جو مخلوق پر شفقت کرتا ہے۔

❀ جس کا انجام موت ہے اس کے لئے کون سی خوشی ہے۔

❀ تیری جوانی تجھ کو دھوکہ نہ دے۔ یہ عنقریب تجھ سے لے لی جائے گی۔

❀ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

❀ ظالم مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت۔

❀ اے عمل کرنے والے اخلاص پیدا کر ورنہ فضول مشقت ہے۔

❀ یہ مفید نہیں ہے کہ زبان تو ماہر ہو اور قلب نادان۔

❀ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں۔

❀ شکستہ قبروں میں غور کر کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

منقبت

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

عرصہ ہوا وہ مرد مجاہد چلا گیا!
سینوں میں ایک سوزش پنہاں ہے آج بھی

ایمان پارہا ہے حلاوت کی نعمتیں
اور کفر تیرے نام سے لرزاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دئے
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

مغموم اہل علم نہ ہوں کیوں تیرے لئے
جب علم خود ہی سر بگریباں ہے آج بھی

عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے
عالم جبھی تو سارا پریشاں ہے آج بھی

عشق حبیب پاک میں ڈوبا ہوا کلام
سرمایہ نشاط سخن داں ہے آج بھی

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی

بعد وصال عشق نبی کم نہیں ہوا
روح رضا حضور پہ قرباں ہے آج بھی

بھردی دلوں میں الفت و عظمت رسول کی
جو مخزن حلاوت ایماں ہے آج بھی

جو علم کا خزینہ کتابوں میں ہے تیری
ناموس مصطفٰی کا وہ نگراں ہے آج بھی

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

للہ اپنے فیض سے اب کام لیجئے
فتنوں کے سر اٹھانے کا امکاں ہے آج بھی

وابستگان کیوں ہوں پریشان ان پہ جب
لطف و کرم کا آپ کے داماں ہے آج بھی

تم جان تھے چمن کی چمن وہ چمن کہاں
بلبل چمن میں یوں تو غزل خواں ہے آج بھی

مرزا سر نیاز جھکاتا ہے اس لئے
علم و عمل پہ آپ کا احساں ہے آج بھی

از : الحاج مرزا شکور بیگ صاحب

حیدر آباد (دکن)